Chapter 17 سورۃ بنیٓ اسرآءیل The People of Israel

آیات 111

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ①

1-وہ (اللہ) جو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے وہ ایک رات اپنے اطاعت گزار (محمدؐ) کو مسجد الحرام سے یعنی کعبہ سے مسجدِ اقصیٰ تک یعنی انتہائی دُور کے ایسے مقام تک لے گیا جہاں مکمل اطاعت و فرماں پذیری طاری رہتی ہے اور جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے یعنی ثبات و استحکام دینے والا بنا رکھا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ تھا! کہ ہم اُسے اُس کے خالق کے رازوں کا مشاہدہ کرائیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ لامحدود طور پر سننے والا اور دیکھنے والا ہے (اس لئے وہ جانتا ہے! کہ محمدؐ کو نوعِ اِنساں کی خاطر کس قدر بلند درجے کی ہدایت کے لئے کن کن مراحل اور حقائق سے گزرنا تھا)۔

(**نوٹ**: اس آیت 17/1 کے بارے میں محققین اور مفسرین کی مختلف آراء ہیں کیونکہ اس آیت میں جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے اسے واقعہ معراج کہا جاتا ہے یعنی محمدؐ کا معراج کے لئے سفر۔ زیادہ تر مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سفر کعبہ سے لے کر یروشلم میں بیت المقدس تک کا ہے اور وہاں سے آگے عالم بالا تک کا ہے۔ بعض مفسرین کی رائے ہے! کہ یہ سفر جسمانی تھا اور آنے جانے کا وقت صرف ایک رات ہے۔ اسی سلسلے میں دوسرا گروہ اس بات پر متفق ہے کہ یہ سفر روحانی تھا۔ ایک اور گروہ کا خیال ہے! کہ اس آیت میں درج واقعہ کا تعلق ہجرت کے واقعہ سے ہے اور مسجدِ اقصیٰ سے مراد مدینہ ہے کیونکہ اسے آگے چل کر اللہ کی اطاعت کے نظام کا مرکزی مقام بننا تھا۔ لفظ معراج قرآن میں نہیں ہے۔ البتہ اس لفظ کا مادہ (ع ر ج) ہے اور اسی سے عرج، معارج اور یعرج وغیرہ جیسے الفاظ نکلے ہیں۔ اور ان کا بنیادی مطلب ہے اوپر چڑھنا۔ سیڑھی چڑھنا۔ اور مسجدِ اقصیٰ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو اس وقت موجودہ مسجدِ اقصیٰ کا وجود نہیں تھا اور یہ 68ھ میں تعمیر ہوئی تھی۔ لہٰذا، اس کا لفظی مطلب یعنی ''انتہائی دور'' اور مسجد کا مطلب ''وہ مقام جہاں مکمل اطاعت و فرماں برداری ہوتی ہو'' لیا گیا ہے۔ البتہ مسلمانوں میں مسجد نماز کے لئے مخصوص عبادت گاہ ہوتی ہے۔ بہرحال، اس آیت میں دی گئی آگاہی اور الفاظ کے مطالب سے واضع ہوتا ہے کہ! اللہ نے ایک ہی رات میں محمدؐ کو کعبہ سے لے کر کہیں دُور ترین مقام تک کا یہ سفر جسمانی و روحانی طور پر اور نبوت کی تمام تر خصوصیات کے ساتھ کرایا۔ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ ان کا یہ سفر وقت اور مادہ یعنی زماں و مکاں کی قید سے بھی بلند تر تھا اسی وجہ سے اسے ''معراج'' کہا جا سکتا ہے۔ رسولوں اور نبیوں کے ساتھ اللہ کا جو تعلق ہے وہ عام انسانوں سے یکسر مختلف

نظر آتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ جن مراحل اور معجزات سے گزرتے ہیں ان کے بارے میں صرف اللہ بہتر جانتا ہے)۔

وَاٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَجَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ؕ﴿۲﴾

2-اور (یہی وجہ ہے کہ ہدایت وسبق آموز آگاہی کے لئے محمدؐ سے پہلے عیسیٰؑ کو اور اُن سے پہلے) ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا تھا۔ (اور انہیں یہ آگاہی دی تھی! کہ) تم خود کو کمزور جان کر میرے سوا کسی کو اپنا سہارا نہ ٹھہرانا (وکیل)۔

(**نوٹ**: بنی اسرائیل کون تھے؟ تحقیق کرنے والوں کے مطابق یعقوبؑ، ابراہیمؑ کے پوتے تھے یعنی یہ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے اور حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا جس کا مطلب ہے ''مردِ خدا''۔ ان کی اولاد سے جو نسل آگے بڑھی اسے بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ آپ کے چوتھے بیٹے کا نام یہودہ تھا، یوسفؑ اور بنیامین بھی انہی کے بیٹے تھے۔ بہرحال، یہودہ اور بنیامین کی نسل کا قبیلہ فلسطین کے علاقہ میں حکمران تھا۔ اس قبیلہ کو اسی نسبت سے یہودی کہتے ہیں اور باقی قبائل کو بنی اسرائیل۔ لیکن بعد میں یہ تفریق باقی نہ رہی اور بنی اسرائیل اور یہودی سے ایک ہی مفہوم لیا جانے لگا۔ حضرت یعقوبؑ کی ولادت حضرت محمدؐ سے 2436 سال پہلے ہوئی۔ حضرت یعقوبؑ کا وطن فلسطین میں کنعان تھا لیکن جب یوسفؑ مصر میں صاحبِ اقتدار ہو گئے تو انہوں نے اپنے والد یعقوبؑ اور تمام خاندان کو مصر بلا لیا۔ یوسفؑ کی وجہ سے اس قبیلہ کو مصر میں بڑی عزت ملی۔ چار سو برس تک یہ مصر میں رہے اور اس عرصہ میں یہ قبیلہ بہت بڑی قوم یعنی بہت سے لوگوں پر مشتمل ہو گیا لیکن پھر مصر کے فرعونوں نے انہیں محکوم بنا لیا اور جو برتاؤ محکوموں کے ساتھ ہوتا ہے وہی ان کے ساتھ ہونے لگا۔ جب ان کی ذلت وپستی انتہا کو پہنچ گئی تو ان میں حضرت موسیٰؑ مبعوث ہوئے جو انہیں مصر کے فرعونوں کی غلامی سے نجات دلا کر پھر فلسطین کے میدانوں کی طرف لے گئے۔ یہ واقعہ حضرت محمدؐ سے تقریباً 2091 سال پہلے کا ہے۔ مصر سے جب بنی اسرائیل نکلے تو اس وقت مصر پر جس فرعون کی حکومت تھی اس کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر تقریباً دس عذاب آئے تھے۔ اور اس نے گھبرا کر شروع میں بنی اسرائیل کو مصر سے چلے جانے کی اجازت دے دی تھی پھر بعد میں خود ہی ان کا پیچھا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ فلسطین کے علاقوں میں شروع میں بنی اسرائیل نے بہت عروج حاصل کیا، اور ان میں حضرت داؤدؑ اور پھر ان کا بیٹا حضرت سلیمانؑ جیسے شان وشوکت والے نبی پیدا ہوئے لیکن اس کے بعد اس امت نے اللہ کے احکام وقوانین سے سرکشی اختیار کر لی اور یہ گروہوں اور فرقوں میں مبتلا ہو کر انتشار کا شکار ہو گئے۔ آخر کار نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت محمدؐ سے تقریباً 1200 سال پہلے عراق کے علاقے بابل کے شہنشاہ بخت نصر نے یروشلم (بیت المقدس) جو یہودیوں کا ملّی مرکز تھا پر حملہ کیا اور انہیں قید کر کے بابل لے گیا اور وہاں یہودیوں کو ذلیل ترین زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا۔ تقریباً 80 سال بعد بادشاہ ذوالقرنین کی مدد سے انہیں بابل سے رہائی ملی اور بنی اسرائیل نے واپس یروشلم کو پھر آباد کیا اور حضرت محمدؐ سے تقریباً 1115 سال پہلے ہیکل دوبارہ تعمیر ہوا۔ لیکن اس کے بعد بنی اسرائیل کی پھر وہی حالت ہو گئی اور یروشلم پر پھر بیرونی طاقتوں کا قبضہ ہونے لگا۔ بہرحال، اللہ کی طرف سے انہیں ایک بار پھر موقع ملا اور ان میں عیسیٰؑ مبعوث ہوئے۔ مگر ہیکل کے مشائخ اور علماء نے ان کے خلاف سازشیں کیں اور اس طرح بنی اسرائیل خود اپنی تباہی پر مہر لگاتے

رہے)۔

ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳

3-(حالانکہ بنی اسرائیل کو یہ بھی آگاہی دی گئی تھی! کہ) تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نوح کے ساتھ اٹھالائے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ نوح تو بہت ہی اطاعت گزار اور شکر کرنے والا تھا (اور بنی اسرائیل کو بھی اسی طریقے پر چلتے رہنا چاہیے تھا)۔

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴

4-اور ہم نے (نازل کردہ) کتاب میں بنی اسرائیل کو تنبیہہ کردی تھی! کہ تم زمین میں دومرتبہ امن واطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو برباد کرو گے اور تم شدید سرکشی اختیار کرو گے (اور اگر ایسا کرو گے تو سخت نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا پھران سے سبق سیکھنا اور ہمیشہ درست راستے پر رہنا ورنہ اگر تم وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے 17/8)۔

فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵

5-چنانچہ جب ان دو مواقع میں سے پہلا موقع آیا (تو اے بنی اسرائیل یاد کرو! کہ پھر) ہم نے تمہارے مقابلے پر اپنے ایسے بندے اٹھائے جو بڑے طاقتور اور سخت گیر تھے، وہ تمہاری بستیوں کے اندر جا گسے (اور تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑا) اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہو کر رہنا تھا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶

6-(تم نے اس سے سبق سیکھا تو) ہم نے پھر ان پر تمہاری باری پھیر دی (اور تمہیں غلبہ دے دیا)۔اس طرح ہم نے مال ودولت (کی فراوانی) اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہیں بڑا لشکر بنادیا۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷

7-(تو کیا تم نے غور کیا! کہ) جب تم نے زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کی جدوجہد کی تو تمہارے نفس بھی حسین و خوشگوار ہو گئے (اور تمہاری حالت بدل کر حسن وتوازن میں آگئی)۔اور جب تم نے زندگی کا حسن وتوازن برباد کرنے کی کوشش کی تو یہ تمہارے اپنے ہی لئے (بربادی کا سبب بنا)۔پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا (تو ایسے دشمنوں کو تم پر مسلط کردیا گیا) جو تمہارے چہرے بگاڑ دیں اور وہ مسجد میں (یعنی بنی اسرائیل کی عبادت گاہ میں) اسی طرح گھس جائیں

جس طرح پہلے دشمن گھسے تھے اور جہاں غلبہ پائیں اسے پوری طرح برباد کر ڈالیں۔

عَسٰی رَبُّكُمۡ اَنۡ یَّرۡحَمَكُمۡ ۚ وَ اِنۡ عُدۡتُّمۡ عُدۡنَا ۘ وَ جَعَلۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡكٰفِرِیۡنَ حَصِیۡرًا ﴿۸﴾

8-(اور پھر بنی اسرائیل کی ذلت کی زندگی مسلسل آگے بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ محمدؐ نے نازل کردہ سچائیاں ان کے سامنے رکھ دیں تاکہ اگر وہ انہیں تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو) ہو سکتا ہے! کہ تمہارا رب تمہاری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک لے جائے۔ اور اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے (اور تمہیں ذلت و تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا)۔ اور ہم نے ان لوگوں کے لئے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے جو ہمارے احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَهۡدِیۡ لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ وَ یُبَشِّرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِیۡرًا ۙ﴿۹﴾

9-بیشک یہ قرآن اس کو ہدایت دیتا ہے جو متوازن و محکم ہو اور ان اہل ایمان کو ایسے حسین نتائج کی خوشخبری دیتا ہے جو سنورنے سنوارنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

وَّ اَنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ اَعۡتَدۡنَا لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا ﴿۱۰﴾

10-اور (ان کے برعکس) جو لوگ آخرت پر ایمان ہی نہیں رکھتے تو ہم نے ان کے لئے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے۔

وَ یَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالۡخَیۡرِ ؕ وَ كَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا ﴿۱۱﴾

11-اور (جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تو وہ ایسے انسان ہوتے ہیں جو) انسان شر مانگنے کے لئے ایسے دُعا مانگتے ہیں جس طرح خیر مانگنے کے لئے دُعا کرنی چاہیے کیونکہ انسان جلد باز ہے (اور دنیا کے فائدوں کو جلد سے جلد حاصل کر لینا چاہتا ہے چاہے وہ اسے کتنی ہی بُرائی کے عوض حاصل ہوں)۔

وَ جَعَلۡنَا الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ اٰیَتَیۡنِ فَمَحَوۡنَاۤ اٰیَةَ الَّیۡلِ وَ جَعَلۡنَاۤ اٰیَةَ النَّهَارِ مُبۡصِرَةً لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَیۡءٍ فَصَّلۡنٰهُ تَفۡصِیۡلًا ﴿۱۲﴾

12-اور (یاد رکھو! کہ خیر اور شر ایک دوسرے کی ضد ہیں اور یہ کائنات کے اسی نظام کا حصہ ہیں جس میں) ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا۔ پھر ہم نے رات کی نشانی کو سیاہ دکھائی دینے والا بنایا اور دن کی نشانی کو دکھانے والا بنایا تاکہ تم اپنے رب کی فراوانیاں تلاش کر سکو۔ اور (رات و دن کا یہ سلسلہ اس لئے بھی بنایا) تاکہ تم سالوں کی گنتی کا حساب معلوم کر سکو۔ اور (یوں ایک دوسرے سے منسلک ہونے کے باوجود) ہم نے ہر چیز کو واضح طور پر الگ الگ کر رکھا ہے۔

وَ كُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیۡ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخۡرِجُ لَهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلۡقٰىهُ مَنۡشُوۡرًا ﴿۱۳﴾

13-اور (اس خیر وشر کے مطابق جو کوئی جو راہ اختیار کرتا ہے تو وہی) ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اس کی گردن میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے دن (یہی تیار شدہ) اعمال نامہ ہم اس کے سامنے لے آئیں گے جو ہر لحاظ سے ظاہر ونمایاں ہوگا (یعنی اس میں کسی قسم کی غلطی اور ابہام نہیں ہوگا)۔

اِقۡرَاۡ کِتٰبَکَ ؕ کَفٰی بِنَفۡسِکَ الۡیَوۡمَ عَلَیۡکَ حَسِیۡبًا ﴿ؕ۱۴﴾

14-(اور ہر انسان سے کہہ دیا جائے گا! کہ لو) اپنی کتاب پڑھ لو۔ آج کے دن تمہارا اپنا نفس تمہارا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔

مَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾

15-(اور یہ اعمال نامے ثابت کر دیں گے! کہ) جس کسی نے ہدایت اختیار کی تو اس نے اپنے ہی نفس کو ہدایت یافتہ کیا اور جس کسی نے گمراہی اختیار کی تو اس نے اپنے ہی (نفس) کو گمراہ کیا۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا (یعنی ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا، 2/284)۔ اور (یاد رکھو! کہ) جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیجیں ہم عذاب نہیں دیتے۔

وَ اِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّہۡلِکَ قَرۡیَۃً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِیۡہَا فَفَسَقُوۡا فِیۡہَا فَحَقَّ عَلَیۡہَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰہَا تَدۡمِیۡرًا ﴿۱۶﴾

16-اور (عذاب طاری کرنے کا قانون یہ ہے کہ) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم وہاں کے خوشحالوں و فیصلہ سازوں اور بااختیاروں کے پاس اپنا حکم بھیجتے ہیں (کہ نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کے مطابق درست راستے اختیار کر لو) لیکن اگر وہ نشوونما دینے والے قوانین کی حدوں سے نکل کر خرابیاں پیدا کرنے والے راستے اختیار کئے رکھتے ہیں (فسق) تو پھر ہمارا فرمان واجب ہو جاتا ہے اور پھر ہم انہیں بُری طرح برباد کر دیتے ہیں۔

وَ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ بِذُنُوۡبِ عِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ﴿۱۷﴾

17-لہٰذا (اے نوعِ انساں اپنی سرگزشت پر غور کرو اور دیکھو! کہ) ہم نے نوح کے بعد کتنی قومیں تھی (جنہیں اسی طرح ان کے جرائم کے نتائج کی بناء پر) تباہ کر ڈالا کیونکہ تمہارا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کے لئے اور انہیں دیکھنے کے لئے خود ہی کافی ہے (اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں)۔

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ ۚ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿۱۸﴾

18-(اس پر تمہارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو اس ساری ہدایت کو نظر انداز کر کے بُرے طریقوں سے جلدی

جلدی دنیا کے فائدے جمع کرتے چلے جاتے ہیں تو وہ لوگ فوراً تباہ کیوں نہیں کر دیے جاتے ؟ تو یاد رکھو! کہ اس کے لئے قانون یہ ہے کہ) جو کوئی جلدی میں پڑے رہنے کا ارادہ کرتا ہے تو ہم بھی جتنا مناسب سمجھتے ہیں تو اس کی جلدی میں اضافہ کرتے جاتے ہیں۔ لیکن (اس کے مستقبل کے لئے) ہم نے جہنم بنا رکھا ہے جس میں وہ بدحال اور دھتکارا ہوا داخل ہوگا۔

وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓـئِكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ مَّشۡكُوۡرًا ﴿۱۹﴾

19- اور (اس کے برعکس) جس کسی نے آخرت کا ارادہ کرلیا اور اس کے لئے ایسی کوشش کرتا رہا جیسی کوشش کی جانی چاہیے اور وہ مومن ہے تو پھر یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوششوں کی قدر کی جائے گی۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَۤاءِ وَهٰٓؤُلَۤاءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ‌ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾

20- (بہرحال، اس طرح دونوں گروہوں میں سے) ہم ہر ایک کو! اُن کو بھی! اور اِن کو بھی (یعنی وہ گروہ جو صرف جلدی جلدی دنیا کے ہی مفادات سمیٹنے میں لگا رہتا ہے اور دوسرا وہ جو آخرت کو سامنے رکھ کر اعمال کرتا ہے تو ان دونوں گروہوں پر) تمہارا رب نوازشات کرتا ہے۔ اور تمہارا رب جو کچھ عطا کرتا ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا۔

اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ‌ ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ تَفۡضِيۡلًا ﴿۲۱﴾

21- لیکن تم غور کرو! کہ ہم نے ان میں سے کس طرح ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے۔ (لیکن جاننے کی بات یہ ہے کہ) آخرت کے درجے سب سے بڑے ہیں اور فضیلت میں سب سے برتر ہیں۔

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ ع 2 12 2

22- (اور اس کے لئے ضروری ہے کہ تم) اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش واطاعت مت اختیار کرنا (ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ) تم دھتکارے ہوئے ذلت وخواری کے ساتھ پیچھے بیٹھے رہ جائے گے۔

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا‌ ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا ﴿۲۳﴾

23- لہٰذا (اس مقصد کے پیشِ نظر) تمہارے رب نے حکم صادر کردیا ہے! کہ اس کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کی جائے اور والدین کے ساتھ ایسا حسین سلوک کرو کہ انہیں ان کے حق سے زیادہ دو۔ اور ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک بھی نہ کہو اور انہیں قطعی طور پر مت جھڑکو اور ان سے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ بات کرو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾

24-(صرف اتنا ہی نہیں بلکہ) قدم بہ قدم ان کی نشو ونما کے لئے انہیں اپنے بازوؤں میں سمٹائے رکھو (جس طرح بچپن میں انہوں نے تمہیں اپنے بازوؤں کے نیچے سمٹائے رکھا تھا)۔ اور یوں دُعا مانگتے رہو! کہ اے میرے رب! جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی (اسی طرح مجھے بھی) قدم بہ قدم ان دونوں کی نشو ونما کے لئے بہترین سبب بنا دے۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿٢٥﴾

25-(مگر یاد رکھو! کہ اس سلسلے میں) جو کچھ بھی تمہارے نفسوں میں ہوتا ہے تمہارے رب کو اس کا مکمل علم ہوتا ہے۔ لہٰذا، اگر تم سنورنے سنوارنے والے ہو کر (اس کی طرف) رجوع کئے رکھو تو وہ تمہاری خطاؤں کے بُرے اثرات سے تمہیں محفوظ کر لینے والا ہے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾

26-اور (ماں باپ کے حقوق کے علاوہ) قریبی رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کرو اور جن کے چلتے کاروبار ساکن ہو گئے یعنی جن کے روزی کے ذرائع نہ رہے (انہیں بھی ان کا حق دو) اور مسافروں کو بھی (جو سفر کی وجہ سے حقیقی ضرورت مند ہو گئے ہوں تو انہیں بھی ان کا حق دو) اور اندھا دھند فضول خرچی مت کرو۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿٢٧﴾

27-یہ حقیقت ہے کہ مال کو فضول ضائع کرنے والے شیطانوں کے بھائی بند ہوتے ہیں کیونکہ شیطان اپنے رب (کی طرف سے میسر آئی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنے سے) انکار کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿٢٨﴾

28-اور اگر (کبھی ایسا ہو کہ ان حقداروں میں سے کوئی ضرورت مند تمہارے پاس اس وقت آئے جب تمہارے پاس انہیں دینے کے لئے کچھ نہ ہو اور) تم اپنے رب کے ہاں سے رحمت (یعنی سامانِ رزق کی طلب و جستجو کر رہے ہو) اور ابھی انتظار میں ہو اور یوں تم ان سے منہ پھیرنے پر مجبور ہو جاؤ تو انہیں نرمی سے بات سمجھا دو (مگر انہیں سختی سے مت جھڑکو)۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿٢٩﴾

29-اور (ضروریات پر خرچ کے سلسلے میں یہ اصول یاد رکھو کہ) نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا رکھو (کہ کنجوس لوگوں

میں شمار ہونے لگ جاؤ) اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ دو (کہ مال ضائع کرنے والوں میں شمار ہونے لگ جاؤ اور مال کو اس طرح ضائع کر دینے کے بعد) پھر تمہیں خود ملامت زدہ اور تھکا ہارا بن کر بیٹھنا پڑے گا۔

ع 3 8 3

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

30-(اور یاد رکھو! کہ) یہ حقیقت ہے کہ تمہارا رب جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اس کا رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اس کا رزق نپا تلا کر دیتا ہے کیونکہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہ اپنے بندوں کی مکمل خبر رکھنے والا ہے (اور ان کے ہر عمل اور ہر بات کو) دیکھنے والا ہے (کہ جو کچھ سامانِ نشو نما ہم انہیں دیتے ہیں کیا وہ اسے حقیقی ضرورت مندوں کے لئے کھلا رکھتے ہیں یا نہیں، 2/3، کیونکہ تمام مراحل سے گزار کر ہم ہی نوع انساں کو رزق دیتے ہیں، 56/63-73، 35/1-3)۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

31-اور (اللہ نے یہ حکم بھی صادر کر دیا ہے کہ) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل مت کرو کیونکہ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی رزق دیں گے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان کا قتل ایک بہت بڑی خطا ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

32-(یاد رکھو! کہ) تم زنا کے قریب بھی مت جانا یقیناً یہ طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنا ہے۔ اور یہ بُرا راستہ ہے (جو برائیوں کی منزل کو جاتا ہے)۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾

33-بہر حال (تحفظِ عصمت کے بعد تحفظِ جان کی طرف آؤ۔ اس کے لئے اصول یہ ہے! کہ) جس انسان کا قتل اللہ نے حرام قرار دے رکھا ہے تم مت اسے قتل کرو سوائے اس کے کہ ایسا کرنا حق ہو (یعنی طے شدہ عدل کے قوانین کے عین مطابق بالکل جائز ہو)۔ اور جو شخص ظلم سے قتل کیا گیا ہو تو یقیناً ہم نے سلطان کو یعنی غلبہ واختیار رکھنے والے کو یعنی حکومت کو اُس کا ولی یعنی اُس کا سرپرست و مددگار بنا دیا (تا کہ وہ اس سلسلے میں قصاص یا قصاص کے بجائے خون بہا جیسے معاملات کو طے کرے، 2/178)۔ لیکن (یہ ضروری ہے کہ) قتل کا معاملہ کرنے کے لئے بیشک جو مدد دی گئی ہے (یعنی جو اختیار دیا گیا ہے تو اس کے بارے میں) حد سے نہ بڑھ جائے۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾

34-اور (یتیم کے تحفظِ مال کے لئے اصول یوں ہے! کہ) تم یتیم کے مال کے قریب تک نہ جانا (یعنی اسے بے سہارا جان کر اس کے مال کو اپنے استعمال میں لانے کی مت کوشش کرو) سوائے اس طریقے کے جو بہترین ہو (اور وہ یتیم کے حق میں جاتا ہو)۔ اور جب یتیم جوان ہو جائیں (اور ان میں عقل وفکر کی پختگی آجائے، 4/6 تو ان کی امانت ان کے حوالے کر دو)۔ اور (وعدوں کے بارے میں اصول یہ ہے کہ) اپنا عہد پورا کرو۔ (یاد رکھو! کہ) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تم جو بھی عہد کرتے ہو اس کے بارے میں تم سے باز پرس ہو گی۔

وَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ اِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوۡا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيۡمِ‌ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ﴿۳۵﴾

35-اور (اس سے اگلا اصول یہ ہے کہ) تمہارے پیمائش اور وزن کے پیمانے نہایت درست اور صحیح ہونے چاہیں اور ان کے مطابق پوری پیمائش اور پورا وزن کرو کیونکہ یہ خوشگواری وسرفرازی کا باعث بنے گا اور انجام کے اعتبار سے حسین ہو گا۔

وَلَا تَقۡفُ مَا لَـيۡسَ لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ؕ اِنَّ السَّمۡعَ وَالۡبَـصَرَ وَالۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۤـئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـئُوۡلًا ﴿۳۶﴾

36-اور (یاد رکھو! کہ) جس کا تمہیں علم نہیں اس کی پیروی مت کرو (یعنی بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کیے اور بغیر جانے مت کوئی عمل کرو یعنی کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اس کا اچھی طرح علم حاصل کرلو، کیونکہ) کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہو گی (کہ جن کو یہ دیے گئے تھے انہوں نے انہیں علم حاصل کرنے کے لئے اور عمل کرنے کے لئے اور تحقیق کے لئے استعمال کیا یا نہیں)۔

وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا‌ ۚ اِنَّكَ لَنۡ تَخۡرِقَ الۡاَرۡضَ وَلَنۡ تَبۡلُغَ الۡجِبَالَ طُوۡلًا ﴿۳۷﴾

37-اور (دوسروں سے معاملات کے علاوہ اپنی ذاتی چال ورفتار کا خاص خیال رکھو)۔ زمین میں اکڑ کر مت چلو (جس سے تکبر ظاہر ہو کیونکہ اس طرح چلنے سے) یقیناً نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔

كُلُّ ذٰ لِكَ كَانَ سَيِّـئُهٗ عِنۡدَ رَبِّكَ مَكۡرُوۡهًا ﴿۳۸﴾

38-یہ تمام برائیاں تمہارے رب کے نزدیک بڑی ناپسندیدہ ہیں۔

ذٰ لِكَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤى اِلَـيۡكَ رَبُّكَ مِنَ الۡحِكۡمَةِ‌ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَـنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿۳۹﴾

39-(اور اے رسولؐ) یہ حکمت میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف وحی کیا ہے۔ اور (اے نوعِ انساں! تمہیں زندگی کے اس بنیادی اصول پر قائم رہنا ہو گا! کہ) اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش واطاعت مت کرنا ورنہ تم

ملامت زدہ ہو کر دھتکارے جاؤ گے اور پھر جہنم میں ڈال دیے جاؤ گے۔

ع 4 10 4

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝۴۰

40-(لیکن جاہل اور مشرک بجائے اللہ کو جاننے اور سمجھنے کے اور وحی کی روشنی حاصل کرنے کے وہ اللہ کے بارے میں عجیب عقیدے بنائے بیٹھے ہیں۔ مثال کے طور پر ان سے پوچھو! کہ) یہ کیسی عجیب بات ہے کہ تمہارے رب نے بیٹوں کو تو تمہارے لئے مخصوص کر رکھا ہے اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنا رکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تم بہت بڑی بات کہہ دیتے ہو (جو گناہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے)۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۝۴۱

41-اور اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے اس قرآن میں (حقائق) کو طرح طرح سے واضع کیا ہے تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ آ گاہی حاصل کریں۔ لیکن (صداقتوں کا انکار کرتے رہنے والوں کا عالم یہ ہے کہ) اس سے ان کی نفرت (میں بجائے کمی آنے کے اس میں) اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗٓ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۝۴۲

42-(رہی شرک کرنے والوں کے شرک کی بات تو، اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ اگر اللہ کے ساتھ کچھ اور بھی خدا ہوتے جیسا کہ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس صورت میں یہ ضرور مالکِ عرش تک پہنچنے کا کوئی راستہ تلاش کرتے (تا کہ اس کے نظام میں مداخلت کر سکیں)۔

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝۴۳

43-(لہٰذا، اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے! کہ) جو کچھ وہ کہتے رہتے ہیں! اللہ اس طرح کی باتوں سے پاک ہے اور اس سے بلند ہے اور لامحدود طور پر بلند و برتر ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝۴۴

44-(کیونکہ) ساتوں آسمان یعنی سارے کے سارے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب کے سب اللہ کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق تیز ترین طور پر سرگرم عمل ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تحسین و ستائش کرتے ہوئے تیزی سے سرگرمِ عمل نہ ہو۔ لیکن طے شدہ قوانین کے مطابق ان کا یوں تیزی سے سرگرمِ عمل رہنا تم نہیں سمجھ سکتے۔ اور اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ (یہ عظیم الشان نظام کو چلانے والا انسان کی) ذرا ذرا سی بات پر گرفت نہ کر کے

اسے سنورنے کے لئے مہلت دینے والا (حلیم) اور اسے حفاظت میں رکھنے والا ہے (غفور)۔

(**نوٹ**: سبح! یہ بھی ایک اہم ترین اصطلاح ہے جو قرآن میں استعمال کی گئی ہے۔ سبح کا مادہ (س۔ب۔ح) ہے۔ تسبح، تسبیح، یسبح، سبحان، وغیرہ جیسے الفاظ سبح سے ہی اخذ کیے گئے ہیں۔ اس کا بنیادی مطلب ہے تیرنا۔ اسی لئے السباح اچھے تیرنے والے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ گھوڑے جو پوری قوت سے دوڑتے وقت تیرنے والے کی طرح اپنے ہاتھ پاؤں آگے بڑھاتے ہیں، انہیں السوابح کہتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ لغت سبح کا مطلب یوں لیتے ہیں: ''کسی کام کی تکمیل کے لئے پوری قوت سے تیرنا یا ہر وقت تیز ترین طور پر سرگرم عمل رہنا'' اور کیونکہ کوئی بھی جدوجہد کسی نہ کسی ضابطے یا قانون کے مطابق ہوتی ہے اس لئے سبح کا مکمل مطلب مفسرین یوں لیتے ہیں! کہ طے شدہ قانون یا قوانین کے مطابق کسی کام کی تکمیل کے لئے پوری قوت سے تیرنا یا سرگرمِ عمل رہنا۔ چنانچہ سبحان اللہ کا مطلب ہے ''اللہ کی اطاعت میں امکان بھر قوت سے سرگرمِ عمل رہنا'' اسی لئے قرآن میں 36/40 کا عام طور پر یہ مطلب کیا جاتا ہے کہ! ''نہ سورج کی یہ مجال کہ وہ چاند کو پکڑے اور نہ رات ہی دن سے پہلے نمودار ہوسکتی ہے اور سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں'' یعنی اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ! ''سب اپنے اپنے فلک میں اسی کی اطاعت میں طے شدہ قوانین کے مطابق تیز ترین طور پر سرگرم عمل ہیں یا تیر رہے ہیں۔ بہرحال، 13/13 میں رعد یعنی بجلی کی تسبیح کا اور فرشتوں کی تسبیح کا مطلب بھی اسی طرح ہے کہ ''وہ طے شدہ قوانین کے مطابق اللہ کی اطاعت میں تیز ترین طور پر سرگرمِ عمل ہیں'' البتہ دانوں والی تسبیح جس کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ چیز عربوں میں نہیں تھی اور اِس کا رواج مسلمانوں میں دوسری بعض قوموں کی دیکھا دیکھی آیا۔ بہرحال، تسبیح کے ایک اور معنی لیے جاتے ہیں کہ ''اللہ کو پوری قوت کے ساتھ تمام نقائص سے دُور یا پاک سمجھنا'' چنانچہ سیاق وسباق کے مطابق جو الفاظ سبح یا تسبیح سے اخذ کیے جاتے ہیں ان کا مطلب یہی لیا جاتا ہے۔ تاہم اس آیت 17/44 میں ''یسبح اور حمد'' کے دو الفاظ انتہائی اہم ہیں'' یعنی ان سے ایک تو یہ پتا چلتا ہے کہ ساری کائنات اور ساری کائنات میں ہر چیز ہر وقت تیز ترین طور پر حرکت میں ہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز حمد کر رہی ہے یعنی ہر چیز حرکت کرتے ہوئے ایک آواز پیدا کر رہی ہے یا آواز دے رہی ہے۔ بہرحال، ایسے تمام حقائق مزید سے مزید تحقیق کی دعوت دیتے ہیں)۔

وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَیۡنَکَ وَبَیۡنَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ﴿۴۵﴾

45-اور (اِس ساری آگاہی سے تو فائدہ وہ اٹھاتے ہیں جو اسے تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن) جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو تسلیم نہیں کرتے ایک ایسا پردہ حائل کر دیتے ہیں جو عام نگاہوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

وَّجَعَلۡنَا عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ اَکِنَّۃً اَنۡ یَّفۡقَہُوۡہُ وَفِیۡۤ اٰذَانِہِمۡ وَقۡرًا ؕ وَاِذَا ذَکَرۡتَ رَبَّکَ فِی الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَہٗ وَلَّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِہِمۡ نُفُوۡرًا ﴿۴۶﴾

46-اور ہم نے ان کے قلوب پر حفاظت طاری کی تا کہ وہ حقائق کو اچھی طرح سمجھیں و پہنچانیں اور نتائج سے باخبر ہو جائیں اور اُن کی سماعتوں میں سنجیدگی اور وقار بھی عطا کیا (اِس کے باوجود) مگر جب تم قرآن میں اپنے ربِ واحد کے متعلق آگاہی فراہم کرتے ہو تو وہ پشت پھیر کر نفرت کرتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں۔

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَسۡتَمِعُوۡنَ بِہٖۤ اِذۡ یَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡکَ وَ اِذۡ ہُمۡ نَجۡوٰۤی اِذۡ یَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۴۷﴾

47-(اور اے رسولؐ! جب یہ مخالفین تمہاری مجلسوں میں آکر بیٹھتے ہیں اور بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ وہ تمہاری باتوں کو بڑے غور سے سن رہے ہیں، مگر) ہمیں علم ہے کہ جب وہ کان لگا کر تمہاری بات سنتے ہیں تو وہ اس کو کس غرض سے سنتے ہیں اور جب وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں تو یہ ظالم لوگ کیا کہتے ہیں؟ (یہ کہتے ہیں! کہ) تم ایک سحر زدہ آدمی ہو جس کی تم لوگ پیروی کر رہے ہو۔

اُنۡظُرۡ کَیۡفَ ضَرَبُوۡا لَکَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَبِیۡلًا ﴿۴۸﴾

48-(اے رسولؐ) دیکھو! یہ لوگ تمہارے بارے میں کس قسم کی مثالوں کے ذریعے باتیں کرتے ہیں۔ دراصل ان سے درست راہ ہی گم ہو چکی ہے اور (اب وہ اس طرح بھٹک رہے ہیں کہ) انہیں کوئی راہ ہی نہیں مل رہی۔

وَ قَالُوۡۤا ءَ اِذَا کُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَ اِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿۴۹﴾

49-اور (یہ لوگ تمہاری جن باتوں کو بہکی بہکی قرار دیتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے جو یہ) کہتے ہیں! کہ جب ہم (مرنے کے بعد) ہڈیاں رہ جائیں گے اور گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا اس کے بعد بھی ہمیں اٹھا کر ازسرِ نو دُرست توازن و تناسب کے پیمانوں کے مطابق وجود پذیر کیا جائے گا۔

قُلۡ کُوۡنُوۡا حِجَارَۃً اَوۡ حَدِیۡدًا ﴿۵۰﴾

50-انہیں بتلا دو! کہ تم (مرنے کے بعد ہڈیاں اور چورا ہی نہیں بلکہ) پتھر بن جاؤ یا لوہا بن جاؤ (تو تمہیں پھر بھی اٹھا کر ازسرِ نو تخلیق کیا جائے گا)۔

اَوۡ خَلۡقًا مِّمَّا یَکۡبُرُ فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ ۚ فَسَیَقُوۡلُوۡنَ مَنۡ یُّعِیۡدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیۡ فَطَرَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۚ فَسَیُنۡغِضُوۡنَ اِلَیۡکَ رُءُوۡسَہُمۡ وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہُوَ ؕ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَرِیۡبًا ﴿۵۱﴾

51-یا کوئی اور ایسی مخلوق بن جاؤ جو تمہاری سوچوں کے مطابق اس سے بھی بڑی ہو (اور جس کا زندہ ہونا تمہارے نزدیک ناممکن ہو، غرضیکہ تم کچھ بھی بن جاؤ مگر تم ضرور دوبارا زندہ کیے جاؤ گے)۔ اس پر یہ لوگ کہیں گے! کہ وہ کون ہے

جو ہمیں دوبارا زندہ کرے گا؟ ان سے کہو! کہ وہی اللہ جو تمہیں پہلی بار اس حالت میں لایا تھا (جس میں اب تم ایک جیتے جاگتے انسان ہو۔ یہ سن کر) پھر یہ لوگ تمہارے سامنے سر مٹکانے لگ جائیں گے اور کہیں گے! کہ ایسا کب ہوگا؟ ان سے کہو! کہ عجب نہیں کہ اس کا وقت قریب ہی آ چکا ہو۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ ع 5 12 5

52-(اور یاد رکھو! کہ) جس دن وہ تمہیں بلائے گا تو تم (سرکشی اور مخالفت کی بجائے) اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی دعوت کی تعمیل کرو گے اور تمہیں خیال گزرے گا کہ جو وقت تم نے اس سے پہلے گزارا ہے وہ کچھ زیادہ نہیں تھا۔

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾

53-اور (اے رسولؐ) تم میرے بندوں کو بتلا دو! کہ وہ حسین ومتوازن گفتگو کیا کریں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ شیطان ان کے درمیان جھگڑے برپا کرتا ہے (اس لئے کہ لوگ صاف ستھری گفتگو کرنے کی بجائے دوہری، مبہم اور بدصورت باتیں کرتے ہیں۔ لہٰذا، یاد رکھو! کہ) شیطان انسانوں کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿٥٤﴾

54-(یہ بھی یاد رکھو کہ) تمہارا رب تمہارے متعلق مکمل علم رکھتا ہے چنانچہ اگر وہ مناسب سمجھے گا تو تمہاری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک لے جائے گا اور اگر وہ مناسب سمجھے گا تو تم پر عذاب طاری کر دے گا (اس لئے اے رسولؐ! اب یہ بات ان پر چھوڑ دو کہ یہ اللہ سے کیا چاہتے ہیں، 18/29، 16/104، 13/11) کیونکہ تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا ﴿٥٥﴾

55-اور (اللہ کو صرف تمہارا ہی علم نہیں بلکہ) تمہارے رب کو ان سب کے بارے میں مکمل علم ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور یہ حقیقت ہے (کہ اسی وجہ سے مختلف قوموں کے حالات کے مطابق رسول بھیجے گئے۔ تعلیمات تو ان سب رسولوں کی ایک ہی تھیں۔ مگر ان کی ذمہ داریوں میں فرق تھا۔ چنانچہ اسی بناء پر) ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت عطا کی۔ انہی میں سے داوٗد جیسا نبی بھی تھا جسے ہم نے زبوٗر عطا کی۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾

56-(اور زبوٗر میں بھی یہی تعلیم تھی کہ اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ بہر حال، اے رسولؐ! توحید سے انکار کرنے والوں سے) کہو! کہ تم ان سب کو بلا لو جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا) گمان کرتے ہو۔ (مگر تم دیکھو گے کہ) نہ تو ان میں اس

کی طاقت ہے کہ تم سے تکلیف دُور کر دیں اور (نہ انہیں اس کا اختیار ہے کہ تمہارے حالات) بدل دیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الۡوَسِيۡلَةَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ وَيَرۡجُوۡنَ رَحۡمَتَهٗ وَيَخَافُوۡنَ عَذَابَهٗ‌ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحۡذُوۡرًا ۝۵۷

57- یہ لوگ جن سے دُعائیں مانگتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف (قربت کے) ذرائع تلاش کر رہے ہوتے ہیں (کہ ان ذرائع میں سے) کون سا اللہ کے زیادہ قریب ہے۔ اور وہ تو خود اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور وہ خود ہی اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ تمہارے رب کا عذاب واقعئی ڈرنے کی چیز ہے۔

وَاِنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اِلَّا نَحۡنُ مُهۡلِكُوۡهَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡهَا عَذَابًا شَدِيۡدًا‌ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الۡـكِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ۝۵۸

58- اور (اے نوعِ انساں آگاہ ہو جاؤ کہ) کوئی بستی ایسی نہیں ہے (جو پے در پے نازل کردہ احکام سے سرکشی کرتی جائے) اور ہم اسے قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دیں یا اسے شدید عذاب میں مبتلا نہ کر دیں کیونکہ یہ ہمارے ضابطہء آئین میں درج ہو چکا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنۡ نُّرۡسِلَ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّاۤ اَنۡ كَذَّبَ بِهَا الۡاَوَّلُوۡنَ‌ؕ وَاٰتَيۡنَا ثَمُوۡدَ النَّاقَةَ مُبۡصِرَةً فَظَلَمُوۡا بِهَا‌ؕ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰيٰتِ اِلَّا تَخۡوِيۡفًا ۝۵۹

59- اور (ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اگر ان پر تباہی آنے والی ہے تو اس کی کوئی محسوس نشانی ان کے سامنے آنی چاہیے۔ حالانکہ انہیں علم ہونا چاہیے کہ) ہمارے لئے اس قسم کی نشانیاں بھیجنے میں کوئی رکاوٹ نہیں (کیونکہ اس سے پہلے کئی گزری ہوئی قوموں کی طرف نشانیاں بھیجی گئیں تا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں اور درست راستے اختیار کر لیں) مگر ان گزری ہوئی (قوموں) نے انہیں جھٹلا دیا۔ (مثال کے طور پر) ہم نے قومِ ثمود کو دکھانے کے لئے (نشانی کے طور پر) اونٹنی دی مگر انہوں نے اس پر ظلم کیا (یعنی انہوں نے اونٹنی کے طے شدہ حقوق سے انکار کر کے اسے مار ڈالا چنانچہ حقوق سے انکار کرنے کی ان کی یہی روش انہیں عذاب تک لے گئی) اور ہم نشانیاں اسی لئے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں (اور درست راستے اختیار کر لیں)۔

وَاِذۡ قُلۡنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ‌ؕ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ فِى الۡقُرۡاٰنِ‌ؕ وَنُخَوِّفُهُمۡ ۙ فَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا طُغۡيَانًا كَبِيۡرًا ۝۶۰ ع 6 8 6

60- اور (اگر یہ لوگ غور و فکر سے کام لینے والے ہوتے تو ان کے سامنے کتنی باتیں ایسی آ چکی تھیں جن سے یہ اس نتیجہ تک پہنچ سکتے تھے کہ ان کی روش کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ مثال کے طور پر) یاد کرو (اے محمدؐ) جب ہم نے تمہیں بتلا دیا

تھا کہ تمہارے پروردگار نے یقیناً ان انسانوں کو گھیر رکھا ہے۔ اور وہ خواب جو ہم نے تمہیں دکھایا تھا (کہ تم مخالفین کے مقابلے میں فاتح ہو کر رہو گے 48/27 تو اُسے اِس لئے یوں بنا کر واضح کیا گیا تھا) تا کہ ان لوگوں کی آزمائش ہو جائے (کہ تم جو انہیں آنے والے حالات کی خبر دے رہے ہو تو یہ اس پر یقین کرتے ہیں یا مذاق اڑا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے انہیں) اس شجرۃ کی (مثال دے کر سمجھایا تھا) جس پر قرآن میں لعنت کی گئی ہے (کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اس قدر معزز سمجھ رہے ہیں اگر اپنے غلط طریقوں سے باز نہ آئے تو یہ اس شجرۃ کی طرح لعنت زدہ ہو کر رہ جائیں گے)۔ چنانچہ ہم انہیں (اسی طرح آنے والی تباہی کے بارے میں تنبیہہ کرتے اور) خوف زدہ کرتے چلے آئے ہیں مگر اس سے ان کی سرکشی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

(نوٹ: قرآن میں جس درخت پر لعنت کی گئی ہے، کہا جاتا ہے! کہ وہ شجرۃ الزقوم ہے، آیت 37/62 میں اس کا ذکر ہے اور 37/65 میں اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ''اس کے خوشے ایسے ہیں گویا شیطانوں کے سرہوں'' یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ یہ جہنم کا درخت ہے۔ عام طور پر اسے ناگ جیسے پھن والا تھوہر سمجھا جاتا ہے۔ بہرحال، الزقوم ہر اس کھانے کو کہتے ہیں جو زہریلا اور قاتل ہو۔ لیکن اس آیت 17/66 میں الزقوم کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف شجرۃ کا ذکر ہے۔ اور شجرہ کا درخت کے علاوہ دوسرا مطلب اختلافات جو تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ بہرحال، عام طور پر مفسرین اس آیت میں شجرۃ کا مطلب شجرۃ الزقوم ہی لیتے ہیں)۔

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ قَالَ ءَاَسۡجُدُ لِمَنۡ خَلَقۡتَ طِیۡنًا ﴿ۚ۶۱﴾

61- اور (انسان کی یہ سرکشی اور بے باکی اسی غلطی کا تسلسل ہے جو آدم نے ابلیس کے بہکاوے میں آ کر اللہ کے حکم کی نافرمانی کر ڈالی تھی جس کا یاددھانی کے لئے ایک دفعہ پھر ذکر کیا جاتا ہے کہ) جب ہم نے فرشتوں سے کہا! کہ تم آدم کی مکمل فرماں برداری اختیار کر لو تو پھر سوائے ابلیس کے (سب نے) مکمل فرماں برداری اختیار کر لی۔ اس نے کہا! کیا اس کی تابعداری اختیار کر لوں جسے تُو نے مٹی سے تخلیق کیا ہے؟

قَالَ اَرَءَیۡتَکَ ہٰذَا الَّذِیۡ کَرَّمۡتَ عَلَیَّ ۫ لَئِنۡ اَخَّرۡتَنِ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَاَحۡتَنِکَنَّ ذُرِّیَّتَہٗۤ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۶۲﴾

62- (اس پر ابلیس کو کہہ دیا گیا! کہ اس متکبرانہ انکار کی وجہ سے تم عزت و تکریم کے مقام سے محروم کر دیے گئے ہو 7/13۔ اس کے جواب میں ابلیس نے) کہا! بھلا دیکھو تو سہی! یہ ہے وہ جسے تُو نے مجھ پر عزت و تکریم عطا کر دی ہے۔ البتہ (اے پروردگار) اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے تو میں چند ایک کے سوا اس کی ساری نسل کو جڑ سے اکھاڑ دوں گا۔

قَالَ اذۡہَبۡ فَمَنۡ تَبِعَکَ مِنۡہُمۡ فَاِنَّ جَہَنَّمَ جَزَآؤُکُمۡ جَزَآءً مَّوۡفُوۡرًا ﴿۶۳﴾

63-اللہ کا ارشاد ہوا! جا (تجھے مہلت عطا کر دی گئی)۔ لہٰذا، ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تو یقیناً تم سب کی سزا جہنم ہوگی جو ایک بھرپور سزا ہے۔

وَاسۡتَفۡزِزۡ مَنِ اسۡتَطَعۡتَ مِنۡهُمۡ بِصَوۡتِكَ وَاَجۡلِبۡ عَلَيۡهِمۡ بِخَيۡلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكۡهُمۡ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ وَعِدۡهُمۡ‌ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ﴿۶۴﴾

64-اور (ہم جانتے ہیں! کہ تم انہیں صحیح راستے سے بہکانے کے لئے کیا کیا حربے استعمال کرو گے)۔ ان میں سے جس جس پر تمہارا بس چلے گا تو تم انہیں اپنی آواز سے (گمراہ کرو گے یعنی انسانی دنیا میں جو کچھ بھی بیان واظہار پر مبنی ہے ابلیس اس ذریعے کو انسانوں کی گمراہی کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور جو اس سے خوف زدہ نہ ہوں گے تو) تم ان پر اپنے (لشکر کے) سوار اور پیادہ دستوں کو چڑھا دو گے۔ (اس کے علاوہ) تم ان کے مال اور اولاد کو (ان کی تباہی کا ذریعہ بنانے کے لئے) ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے۔ اور تم ان سے وعدے کرو گے۔ حالانکہ شیطان ان سے دھوکہ وفریب کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرسکتا۔

اِنَّ عِبَادِىۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ‌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا ﴿۶۵﴾

65-(اللہ کا ارشاد ہوا! کہ اے ابلیس) یقیناً جو میرے غلام ہوں گے ان پر تمہارا تسلط نہیں ہو سکے گا کیونکہ تمہارا رب ہی ان کے کام بنانے کے لئے کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِىۡ يُزۡجِىۡ لَكُمُ الۡـفُلۡكَ فِى الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمۡ رَحِيۡمًا ﴿۶۶﴾

66-(کیونکہ اے نوعِ انسان شیطان کو شکست دینے کے لئے آگاہ رہو کہ) تمہارا رب تو وہ ہے جو سمندر میں تمہارے لئے بڑی بڑی کشتیاں رواں کرنے والا ہے تاکہ تم اس کی فراوانیاں وفضیلتیں تلاش کرو۔ یقیناً وہ تم پر رحمت کرنے والا ہے۔ (اس لئے صرف اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کئے رکھو)۔

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ ۚ فَلَمَّا نَجّٰٮكُمۡ اِلَى الۡبَـرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ‌ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ كَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾

67-لیکن (اس پر بھی غور کرو کہ) جب سمندر میں تمہیں کوئی مصیبت آتی ہے تو اس ایک اللہ کے سوا دوسرے جن جن کو تم پکارتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جب وہ تمہیں نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو پھر تم اس سے منہ موڑ جاتے ہو۔ اور (غور کرو کہ کس قدر) انسان ناشکرا ہے۔

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ يَّخۡسِفَ بِكُمۡ جَانِبَ الۡبَـرِّ اَوۡ يُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَـكُمۡ وَكِيۡلًا ۙ﴿۶۸﴾

68-(لیکن ذرا سوچو! کہ تم سمندر کی مصیبت سے نکل کر باہر آجاتے ہو تو سمجھتے ہو کہ تم اللہ کے قوانین کی زد سے باہر آ گئے ہو حالانکہ ساری کائنات اس کے قوانین میں بندھی ہوئی ہے۔اس لئے) کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کے کنارے پر ہی دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے پھر تم اپنے لئے کوئی کارساز نہ پا سکو گے۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾

69-یا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں دوبارا (سمندر) میں لے جائے اور پھر تم پر شدید آندھی بھیج دے اور پھر تمہیں تمہاری ناشکری کے بدلے میں غرق کر دے۔(یاد رکھو! کہ جو کچھ ہم تمہارے خلاف کر ڈالیں) اس پر تمہیں کوئی ایسا میسر نہیں آسکتا جو تمہارے لئے ہم سے باز پرس کرے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع

ع 7 10 7

70-اور (یہ ہے وہ کائنات جسے خوفناک طاقت عطا کر رکھی ہے۔لیکن) یہ حقیقت ہے کہ ہم نے نسلِ آدم کو عزت و تکریم عطا کر رکھی ہے اور ہم نے اسے خشکی و تری میں سوار کر دیا۔اور ہم نے اسے خرابیوں سے پاک چیزوں سے رزق عطا کیا۔ اور ہم نے اُسے اکثر مخلوقات پر فضیلت دے کر برتر بنا رکھا ہے۔

(**نوٹ**: اس آیت 17/70 کی آگاہی کے مطابق انسان اللہ کی تمام مخلوقات سے برتر نہیں ہے بلکہ اکثر مخلوقات سے برتر ہے اور جو مخلوقات انسان سے برتر ہیں اُن میں ایک روح ہے جسے بشر میں داخل کر کے بشر کو انسان بنا دیا گیا اور فرشتوں نے اُس کی فرماں برداری اختیار کی۔ اِس لئے روح بد نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یہ اللہ کے سوا کسی سے قبض ہو سکتی ہے۔لیکن پھر بھی انسان سے برتر مخلوقات کا علم صرف اللہ کو ہے)۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾

71-(مگر یہ ساری عنایات بلا مقصد نہیں دی گئیں،ان کا حساب دینا پڑے گا۔چنانچہ) جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے رہبروں کے ساتھ بلائیں گے (جن جن کی وہ پیروی کرتے رہے ہونگے تو اس وقت) جن کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور وہ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے (تو ان پر ابدی مسرتیں طاری ہو جائیں گی کیونکہ وہ درست راستے پر چلتے رہے) اور ان کے صلے کے حقوق میں ایک دھاگے کے برابر بھی زیادتی و بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾

72-اور (ان کے برعکس وہ جن کے سامنے نازل کردہ صداقتیں پیش کی گئیں مگر انہوں نے دیکھا ان دیکھا کئے رکھا تو) ایسا شخص یوں رہا جیسے اندھا ہوتا ہے۔ لہٰذا، آخرت میں بھی وہ اندھا رہے گا کیونکہ (جس طرح اندھا راستہ بھٹک کر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے تو وہ بھی اسی طرح) راستے میں بھٹکا رہے گا۔

وَ اِنۡ کَادُوۡا لَیَفۡتِنُوۡنَکَ عَنِ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ لِتَفۡتَرِیَ عَلَیۡنَا غَیۡرَہٗ ٭ۖ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوۡکَ خَلِیۡلًا ﴿۷۳﴾

73-اور (ان سچائیوں کی روشنی کو دیکھنے کے باوجود ان لوگوں کو اللہ واحد کی اطاعت ناگوار گزرتی ہے۔ اس لئے اے رسولؐ) انہوں نے اپنی اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی کہ تمہیں آزمائش میں ڈال کر اس وحی سے ہی پھیر دیں جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے تاکہ تم ہمارے نام پر اپنی طرف سے (ان کے حق میں) کوئی بات بنا کر پیش کر دو۔ اور اگر تم ایسا کرتے تو وہ ضرور تمہیں اپنا دوست بنا لیتے۔

وَ لَوۡ لَاۤ اَنۡ ثَبَّتۡنٰکَ لَقَدۡ کِدۡتَّ تَرۡکَنُ اِلَیۡہِمۡ شَیۡـًٔا قَلِیۡلًا ﴿٭ۙ۷۴﴾

74-اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو یقیناً تم کچھ نہ کچھ ان کی طرف جھک جاتے۔

اِذًا لَّاَذَقۡنٰکَ ضِعۡفَ الۡحَیٰوۃِ وَ ضِعۡفَ الۡمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیۡنَا نَصِیۡرًا ﴿۷۵﴾

75-(اور اگر ایسا ہو جاتا تو) اس وقت ہم تمہیں زندگی میں بھی دوہرا مزا چکھا دیتے اور موت میں بھی دوہرا (مزہ چکھا دیتے)۔ پھر تمہیں ہمارے مقابلہ میں کوئی یار و مددگار نہ ملتا (کیونکہ اس لغزش سے پوری انسانیت تباہ ہو جاتی)۔

وَ اِنۡ کَادُوۡا لَیَسۡتَفِزُّوۡنَکَ مِنَ الۡاَرۡضِ لِیُخۡرِجُوۡکَ مِنۡہَا وَ اِذًا لَّا یَلۡبَثُوۡنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۷۶﴾

76-اور انہوں نے اس کا تہیہ بھی کر لیا تھا کہ تمہارے قدم اس سرزمین سے اکھاڑ دیے جائیں اور تمہیں یہاں سے نکال باہر کریں۔ اور (اگر وہ ایسا کر دیتے تو) پھر تمہارے بعد انہیں بھی کچھ زیادہ (مہلت نہ ملتی) اور یہ زیادہ دیر نہ ٹھہر پاتے (اور ان کی تباہی بہت جلد آ جاتی)۔

سُنَّۃَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَکَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِیۡلًا ﴿۷۷﴾ ع 8/7/8

77-(بہرحال، اے رسولؐ! جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ) تم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے (تو انہیں بھی ایسی ہی حالتوں سے گزرنا پڑا اور جب ان کے مخالفین کی سرکشی انتہا کو پہنچ گئی اور ان کی اصلاح کا کوئی امکان نہ رہا تو اس قوم کو تباہ کر دیا گیا کیونکہ) یہ ہمارا دستور رہا ہے اور ہمارے اس دستور میں تم کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۸﴾

78-(لیکن یہ سب کچھ خود بخود نہیں ہو جائے گا بلکہ اس مسلسل جدوجہد میں ثابت قدم رہنے کے لئے اللہ کی پرستش سے

تقویت حاصل کرو اور اس سلسلے میں) تم سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو اور علی الصبح طلوع آفتاب سے پہلے قرآن (کی صداقتوں پر غور وفکر کرو تا کہ نازل کردہ جن احکام وقوانین کے لئے جدوجہد کر رہے ہو اس کے لئے سکون کے ماحول میں رہنمائی میسر آسکے۔ کیونکہ) اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ فجر کے وقت قرآن (پر غور کرنے سے مزید سے مزید) حقائق اپنی گواہی آپ بن کر سامنے آنے لگ جاتے ہیں (اور انسان کے لئے وہ اور زیادہ قابلِ فہم ہوتے جاتے ہیں)۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

79- اور رات کے کچھ حصہ میں (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کرو۔ یہ اضافہ تمہارے لئے ہے۔ (اگر تم ایسا کرو گے تو) بہت جلد تمہارا رب تمہیں مقامِ محمود پر فائز کر دے گا۔

(**نوٹ**: قرآن کے مطابق کی گئی زندگی کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کے لئے آیات 17/78 اور 17/79 بھی خاص اہمیت کی حامل ہیں جو آگاہی دیتی ہیں کہ اس کے لئے نمازوں کا قائم کرنا اور قرآن پر غور وخوض کرنا حتی کہ رات کے حصے میں تہجد ادا کرنا اور قرآن پر غور وخوض جاری رکھنا انسان کو اس مقام پر کھڑا کر دیتا ہے جہاں دوسرے کہہ اٹھتے ہیں کہ ایسا کرنے والا واقعی قابلِ تحسین وستائش ہے۔ البتہ بعض مفسرین ''یہ اضافہ تمہارے لئے ہے'' سے مراد یہ حکم صرف محمدؐ کے لئے لیتے ہیں اور بعض مفسرین اس سے مراد مسلمان اور اہلِ ایمان لیتے ہیں۔ بہر حال، اگر یہ اضافہ محمدؐ کے لئے بھی ہے تو اہلِ ایمان اسے ان کی اطاعت یا سنت کے طور پر اختیار کر لیں تو نتائج بہترین ہوں گے)۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

80- اور اس دُعا (کے ساتھ اپنی مسلسل جدوجہد جاری رکھنا کہ) اے میرے رب! جہاں بھی داخل کرنا مجھے پوری سچائی کے ساتھ داخل کرنا اور جہاں سے نکالنا مجھے پوری سچائی کے ساتھ نکالنا اور اپنی طرف سے مجھے ایسا غلبہ واقتدار عطا کرنا جو مدد دینے والا ہو۔

(**نوٹ**: یہ 17/80 آیت عام مسلمان کے علاوہ خصوصی طور پر مسلمان حکمران کے لئے حلف نامہ ہے۔ اگر کسی مسلمان حکمران کا غلبہ واقتدار سچائیوں کی پرورش کرنے والا اور رعایا کا مددگار نہیں ہے تو وہ غلبہ واقتدار اسلامی نہیں ہے)۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

81- اور (اگر حاصل ہونے والا غلبہ واقتدار واقعی سچائیوں کی پرورش کرنے والا اور رعایا کو مدد دینے والا ہے تو پھر للکار کر) کہہ دو! کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل تو مٹنے ہی والا ہے (یعنی نوعِ انساں کی کامرانیوں اور مسرتوں کے لئے قرآن پر مبنی سچائیوں کے تعمیری نظام کا دور آ گیا اور انسانوں کو بے اطمینان اور تباہ کرنے والا تخریبی قوتوں کا زمانہ ختم

ہوگیا)۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

82-اور ہم نے قرآن میں جو کچھ نازل کر رکھا ہے وہ اہلِ ایمان کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے یعنی جو دوسروں کے حقوق کو کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہیں تو یہ ان کے لئے سوائے ان کے خسارے میں اضافہ کرنے کے اور کچھ نہیں (کیونکہ یہ بے انصافی سے حاصل کئے گئے فائدوں کو ختم کر کے انہیں واپس لوٹا دینے کا حکم صادر کرتا ہے)۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا ﴿۸۳﴾

83-لیکن (یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتی جن کا مقصد اس عارضی زندگی کے عارضی فائدے اکھٹے کرتے رہنا ہو کیونکہ) جب ہم انسان کو نعمتیں عطا کرتے ہیں (تو وہ تکبر اختیار کر لیتا ہے اور اللہ کے احکام سے) منہ موڑ لیتا ہے اور جب وہ شر یعنی تکلیفوں یا برائیوں کی گرفت میں آ جاتا ہے تو پھر مایوس ہو کے رہ جاتا ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

84-(بہر حال، اے رسولؐ) کہہ دو! کہ ہر کوئی اپنے اپنے طریقے کے مطابق عمل کر رہا ہے لیکن تمہارے رب کو یہ علم ہے کہ کون ہدایت کے راستے پر چل رہا ہے (اور کون تباہی کی طرف چلے جا رہا ہے)۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾

85-اور (رہا ان کا ایسے سوالات کا پوچھنا جن کا تعلق عالمِ امر سے ہے یعنی اللہ کے حکم ''کن فیکون'' سے ہے، 2/117 اور ان حقائق میں سے یہ لوگ) سوال کرتے ہیں! کہ روح کیا ہے؟ تو ان سے کہو! کہ روح میرے رب کے امر سے ہے یعنی میرے رب کے حکم سے ہے لیکن تمہیں (اس کے متعلق) بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾

86-اور (یاد رکھو! کہ اے رسولؐ! جو صداقتیں تم پر نازل کی جا رہی ہیں ان پر تمہارا کوئی اختیار ہی نہیں 69/40-47، کیونکہ) اگر ہم چاہیں تو وہ تم سے چھین لیں جو کچھ کہ ہم نے تمہاری طرف وحی کیا ہے اور پھر تم ہمارے مقابلے میں اپنا کوئی وکیل نہیں پاؤ گے (جو تمہیں یہ واپس دلا سکے)۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

87-یہی وجہ ہے کہ تمہارے رب کی رحمت سے (ایسا نہیں ہوتا۔ اور جو کچھ، اے رسولؐ! تم پر وحی کیا گیا ہے اس کی ہر

بات کو محفوظ کرلیا گیا ہے کیونکہ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں، 6/115، 15/9) کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اُس کا تم پر بہت ہی زیادہ فضل ہے۔

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا ﴿۸۸﴾

88-(لہٰذا) اعلان کردو! کہ اگر تم انسان اور جن سب کے سب اس بات پر جمع ہوجائیں کہ وہ اس قرآن جیسی کوئی چیز اس کی مانند بنا کرلے آئیں تو کبھی نہ لاسکیں گے چاہے وہ ایک دوسرے کے کتنے ہی مددگار کیوں نہ بن جائیں۔

(**نوٹ**: یہ آیت 17/88 آگاہی دیتی ہے! کہ اس آیت نے مجموعی طور پر تمام انسانوں اور جنوں کی دانش کو ہمیشہ کے لئے چیلنج کے طور پر بے بس کررکھا ہے۔ اس لئے قرآن ہر ایک کے سامنے معجزے کے طور پر قائم ہے۔ جو لوگ قرآن کی صداقتوں سے انکار کرنے والے ہیں یہ آیت انہیں براہِ راست چیلنج کے طور پر غور وفکر کی دعوت دیتی ہے۔ اس آیت میں دوسری آگاہی یہ میسر آتی ہے کہ یہی قرآن جنوں کے لئے بھی ضابطہء ہدایت ہے کیونکہ انسانوں کی طرح قرآن کا یہی چیلنج جنوں کے لئے بھی ہے)۔

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤی اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۸۹﴾

89-اور اگر تم تحقیق کروتو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے (مختلف معاملات وحقائق کو) ہر طرح کی مثال سے بار بار بیان کیا ہے لیکن اس کے باوجود اکثر انسان اسے قبول نہ کرکے اس کی ناشکری کرتے رہتے ہیں۔

وَقَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰی تَفۡجُرَ لَنَا مِنَ الۡاَرۡضِ یَنۡۢبُوۡعًا ﴿۹۰﴾

90-اور (مخالفین، اے رسولؐ! بجائے اس کے کہ قرآن کی آگاہی پر غور وفکر کریں اور علم وبصیرت کی رُو سے اسے سمجھنے کی کوشش کریں یہ) مطالبہ کرتے ہیں! کہ ہم اس وقت تک تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردو۔

اَوۡ تَكُوۡنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الۡاَنۡهٰرَ خِلٰلَهَا تَفۡجِیۡرًا ﴿۹۱﴾

91-(اور یہ مخالفین یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ) یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہوجائے اور تمہارے (حکم سے) اس میں پانی کی ندیاں جاری ہوجائیں۔

اَوۡ تُسۡقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمۡتَ عَلَیۡنَا كِسَفًا اَوۡ تَاۡتِیَ بِاللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ قَبِیۡلًا ﴿۹۲﴾

92-یا جیسا کہ تم (اکثر ہمیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا کرتے ہوتو) تم ہم پر آسمان کے چند ٹکڑے گرادو یا تم اللہ کو اور

فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔

اَوۡ یَکُوۡنَ لَکَ بَیۡتٌ مِّنۡ زُخۡرُفٍ اَوۡ تَرۡقٰی فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنۡ نُّؤۡمِنَ لِرُقِیِّکَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیۡنَا کِتٰبًا نَّقۡرَؤُہٗ ؕ قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ ہَلۡ کُنۡتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۳﴾ع 10/9/10

93-یا تمہارے لئے سونے کا ایک گھر تیار ہو جائے یا تم (ہمارے دیکھتے دیکھتے) آسمان پر چڑھ جاؤ۔ (اور صرف آسمان پر چڑھ ہی نہ جاؤ کیونکہ محض اتنی بات سے) ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم (وہاں سے ایک لکھی لکھائی) کتاب ہم پر نہ اتار دو جسے ہم پڑھ کر دیکھ لیں (کہ اسے واقعی اللہ نے لکھا ہے۔ لیکن اے محمدؐ! انہیں صاف طور پر) جواب دو! کہ میرا رب اس سے بہت بالاتر ہے (کہ وہ تمہارے ایمان لانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر دکھائے۔ باقی رہا میں خود تو میں نے کبھی ایسی باتوں کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ) میں تو صرف ایک بشر ہوں (مگر اللہ کا) بھیجا ہوا (رسول) ہوں۔

وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنۡ یُّؤۡمِنُوۡۤا اِذۡ جَآءَہُمُ الۡہُدٰۤی اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾

94-اور جب کبھی انسانوں کے پاس ہماری ہدایت آئی (تو ان کے اس ہدایت) کو قبول کرنے کے راستے میں جو بات حائل رہی (وہ یہ تھی) اور جس کے لئے وہ یہ کہتے رہے کہ (یہ فرشتہ کیوں نہیں) اور اللہ نے ایک بشر کو (ہی کیوں) رسول بنا کر بھیجا ہے؟

قُلۡ لَّوۡ کَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِکَۃٌ یَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّیۡنَ لَنَزَّلۡنَا عَلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾

95-(بہرحال، اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ (انسانوں کو رسول بنا کر اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ دنیا میں انسان بستے ہیں)۔ اگر ایسا ہوتا کہ زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور سکونت پذیر ہوتے تو ہم ان کے لئے آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

قُلۡ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ﴿۹۶﴾

96-(لہٰذا، اے محمدؐ! ان سے) کہہ دو! (کہ میں اپنی ذمہ داری نبھا تا جا رہا ہوں اور تمہارے سامنے نازل کردہ حقائق اور ہدایت رکھ دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کون درست راستے پر ہے اور کون غلط راستے پر ہے، اس کے لئے) میرے اور تمہارے درمیان (آخری فیصلہ) اللہ کی نگرانی میں ہوگا اور اس کے لئے صرف وہی کافی ہے کیونکہ اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ وہی اپنے بندوں (کے اعمال) سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھنے والا ہے۔

وَ مَنۡ یَّہۡدِ اللّٰہُ فَہُوَ الۡمُہۡتَدِ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَہُمۡ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِہٖ ؕ وَ نَحۡشُرُہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ عَلٰی وُجُوۡہِہِمۡ عُمۡیًا وَّ بُکۡمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاۡوٰىہُمۡ جَہَنَّمُ ؕ کُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰہُمۡ سَعِیۡرًا ﴿۹۷﴾ النصف

97- اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) اللہ جسے ہدایت دے بس وہی ہدایت پانے والا ہوتا ہے اور جسے وہ گمراہ ٹھہرا دے تو بس اللہ کے سوا اس کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوتا (کیونکہ اللہ یہ اپنے اس قانون کے مطابق کرتا ہے کہ ''اللہ سلامتی کی راہوں کی اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جائے، 5/15)۔ لہٰذا، ہم انہیں قیامت کے دن اوندھے منہ اٹھائیں گے اس حال میں کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب کبھی اس کی (آگ) دھیمی ہونے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا ۝۹۸

98- چنانچہ یہ ایسے لوگوں کی سزا ہے کیونکہ انہوں نے ہماری آیتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا تھا اور یہ (مذاق اڑاتے ہوئے) کہا کرتے تھے! کہ جب ہم ہڈیاں ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا پھر بھی ہم از سرِ نو تخلیق کر کے اٹھائے جائیں گے۔

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا ۝۹۹

99- لیکن کیا (ایسا کہنے) والے اس پر غور نہیں کرتے کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین کو درست توازن و تناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا، کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ انہیں اسی جیسا تخلیق کر دے (جیسے کہ وہ تھے) مگر اس مقصد کے لئے اس نے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے (کہ جو اس دوران سنورنا چاہتا ہے سنور جائے۔ لہٰذا) اس میں کوئی شک و شبہ ہی نہیں (کہ مرنے کے بعد از سرِ نو اٹھا دیا جائے گا اور ہر ایک کو اپنے اعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ اس کے باوجود) پھر بھی جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ہی وہ اسے قبول کرتے ہیں اور نہ ہی (اس آگاہی پر اللہ کا) شکر ادا کرتے ہیں۔

قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ۝۱۰۰ ع 11 7 11

100- (اور اس انکار کی وجہ سے یہ لوگ انسانیت کے مددگار نہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو حقیقی ضرورت مندوں کے لئے کھلا نہیں رکھتے۔ اور ان کی ہوس یہ ہے کہ یہ ساری دنیا کے خزانے سمیٹ لیں۔ لیکن اے محمدؐ! ان سے) کہو! کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم ان کے خرچ ہو جانے کے ڈر سے ضرور ان کو روک رکھتے کیونکہ انسان واقعی بہت تنگ دل واقع ہوا ہے۔

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى تِسۡعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسۡـئَلۡ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِذۡ جَآءَهُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا ۝۱۰۱

101-اور (یہ انکار کرتے رہنے والے ان گزری ہوئی قوموں کے انجام پر غور کریں جو نازل کردہ صداقتوں سے انکار کرتے رہتے تھے اور خاص کر فرعون اور موسٰیؑ کی کشمکش پر غور کریں جس کا ذکر پہلے بھی کئی بار کیا گیا ہے۔ کیونکہ) اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم نے موسیٰ کو نو (9) واضع احکام وقوانین دیے تھے۔ (اور اگر مخالفین اس کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو ان سے کہو کہ یہ) بنی اسرائیل سے دریافت کرلیں۔ اور پھر جب (موسٰیؑ قومِ فرعون) کی طرف آیا تو فرعون نے (سب کچھ سننے کے بعد) اس سے کہا! کہ اے موسیٰ! میرا خیال ہے کہ تم یقیناً کسی جادو کے تحت (اپنے رسولؑ ہونے کے دعوے کے ساتھ ایسی باتیں کررہے ہو جو ہمارے نظام کو تباہ کرنے والی ہیں)۔

قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَآ اَنۡزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ‌ ۚ وَاِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ﴿۱۰۲﴾

102-(لیکن) موسیٰ نے جواب دیا! کہ تم یقیناً جانتے ہو کہ ان احکام وقوانین کو کسی اور نے نازل نہیں کیا مگر آسمانوں اور زمین کی پرورش کرنے والے نے انہیں بصیرتوں (کے طور پر نازل کیا ہے)۔ لیکن اے فرعون! میرا خیال یہ ہے کہ تم یقیناً ایک تباہی کے نرغے میں آچکے ہو (جو تمہیں نظر نہیں آتی)۔

فَاَرَادَ اَنۡ يَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَمَنۡ مَّعَهٗ جَمِيۡعًا ۙ﴿۱۰۳﴾

103-آخرکار (فرعون نے) ارادہ کرلیا کہ ان کو (یعنی موسٰیؑ اور بنی اسرائیل) کو اس سرزمین سے نکال دے۔ مگر ہم نے (انہیں تو محفوظ کرلیا مگر) فرعون کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کردیا۔

وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ؕ﴿۱۰۴﴾

104-اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا! کہ اب تم اس سرزمین میں سکونت پذیر ہوجاؤ۔ (مگر یاد رکھو کہ) پھر جب آخرت کے وعدے کا وقت آجائے تو ہم تم سب کو ایک ساتھ لاحاضر کریں گے (لہٰذا، اس مہلت کا جس قدر فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھا لو اور نازل کردہ احکام کے مطابق جتنا سنور سکتے ہو سنور جاؤ)۔

وَبِالۡحَـقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَبِالۡحَـقِّ نَزَلَ‌ ؕ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا‌ ۘ﴿۱۰۵﴾

وقف لازم

105-اور (یہ ہے انجام فرعون کا کیونکہ وہ نازل کردہ صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا۔ اور اب یہ قرآن) ایک مستقل سچائی کے طور پر نازل کیا گیا ہے اور بالکل صحیح نازل کیا گیا ہے (کیونکہ اس ہدایت کی نوعِ انساں کو ضرورت تھی)۔ اور (اے رسولؑ) ہم نے تمہیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ تم (نوع انساں کو یہ) آگاہی دے دو کہ (اس حق کو یعنی اس مستقل سچائی کو) اختیار کرنے کے نتائج حسین وخوشگوار ہوتے ہیں اور اسے مسترد کردینے کے نتائج خوف ناک ہوتے ہیں۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا۝۱۰۶

106-اور یہ قرآن ہم نے (تمام کا تمام یک لخت نازل نہیں کیا بلکہ) تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج نازل کیا ہے تاکہ تم اسے انسانوں کے سامنے بتدریج پیش کرتے جاؤ اور (اسی لئے) ہم نے ٹھہر ٹھہر کر بتدریج نازل کیا (تاکہ انسان اس پر اچھی طرح غور وفکر کے بعد فیصلہ کریں کہ وہ اسے تسلیم کریں یا نہ کریں)۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ۝۱۰۷

107-(اور اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ تم اس (قرآن) پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ (اس سے اس کی صداقت میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔اور) حقیقت تو یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس پہلے سے علم ہے جب اِسے اُن کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں (یعنی وہ اللہ کی پرستش واطاعت سے اس کی عظمت کو پہچان لیتے ہیں اوراس میں درج احکام وقوانین کی پیروی شروع کر دیتے ہیں)۔

وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۝۱۰۸

108-اور وہ اپنے رب کو پاک وبالا (تسلیم کرتے ہوئے) پکار اٹھتے ہیں! کہ اِس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اُس کے تمام وعدے ضرور پورے ہو کر رہیں گے۔

وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا۝۱۰۹

السجدۃ 4

109-اور وہ اشکبار آنکھوں سے ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں یعنی وہ اشکبار آنکھوں سے اس عظمت وصداقت کے سامنے (یہ سوچ کر) جھکے رہتے ہیں! (کہ کہیں ان کا انجام ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ کی محبت سے دُور ہو کر رہ جائیں۔اس وجہ سے) اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے ان کے جھکاؤ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا۝۱۱۰

110-(اور اے رسولؐ! ان سے یہ بھی) کہہ دو (کہ تم اپنی نگاہ حقیقت پر رکھو اور یوں اللہ کے ناموں کے حوالے سے لفظی جھگڑے میں نہ پڑو کیونکہ اللہ کو) تم اللہ پکارو یا اسے رحمٰن کہہ کر پکارو (اس سے اصل حقیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ) جس نام سے بھی اسے پکارو وہ سب حسین نام اسی کے لئے ہیں (کیونکہ اس کا ہر نام اس کی کسی نہ کسی صفت کی عظمت کے حسن کو ظاہر کرنے والا ہے)۔اور اپنی نماز میں نہ تو (اس کی ضرورت ہے کہ آواز کو) بلند کرو اور نہ اس میں بالکل پست کرو بلکہ ان دونوں کی درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَمۡ یَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ شَرِیۡكٌ فِی الۡمُلۡكِ وَلَمۡ یَكُنۡ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِیۡرًا ﴿۱۱۱﴾ ع 12 11 12

111-اور (اے رسولؐ! یہ بھی) اعلان کر دو! کہ ساری تحسین وستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی کوئی اس کے اقتدار واختیار میں شریک ہے اور نہ ہی اسے کسی کمزوری کی وجہ سے کسی مددگار کی ضرورت ہے۔ اور ساری بڑائی اسی کی ہے اور ہر بڑائی سے بڑھ کر اس کی بڑائی ہے (اسی لئے اس کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کوئی شریک ہوسکتا ہے)۔